اسلامی نظام تعلیم کے بنیادی خدوخال

حافظ سید عزیز الرحمٰن

اسلامی نظام تعلیم ایک ہمہ جہت تعمیری وانقلابی تعلیم کا خواہاں ہے۔جس کے جلو میں نہ صرف سیاسی ہنگامہ خیزی اور فکری آزادی رو پروان چڑھتی ہے بلکہ جو ہمہ نوع وہمہ جہت مثبت وتعمیری تبدیلیوں کا سبب وذریعہ بنتی ہے۔اس کے بنیادی خدوخال پیش کرنا خود ایک طویل مقالے کا موضوع ہے۔ذیل میں اختصار کے ساتھ اس کے چند اہم نکات پیش کئے جاتے ہیں:

لازمی وجبری تعلیم:......اسلام میں تعلیم لازمی ہے۔تعلیم کی ہمہ جہت اہمیت کے پیش نظر اختیاری تعلیم کا اسلام کے ہاں کوئی تصور نہیں۔تعلیم ہر ایک کے لئے ہے اور لازمی ہے۔خواندگی ایسی چیز نہیں ہے جسے عوام کی مرضی پر چھوڑا جاسکے، کیونکہ ناخواندہ افراد تو علم رکھتے ہی نہیں، ان سے یہ توقع کیسے کی جاسکتی ہے کہ وہ سب علم کی اہمیت کا ادراک رکھتے ہوں گے۔یہ فریضہ تو حکومت کا ہے کہ وہ ان کے سامنے تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرے اور انہیں حصول علم پر آمادہ کرے۔خصوصاً کسی اسلامی معاشرے میں ناخواندہ افراد قطعاً قابل قبول نہیں ہوسکتے۔اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”علم کا حصول ہر ایک پر فرض ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہر نومسلم کے لئے مختلف علوم کا جاننا ضروری تھا جس کے لئے مختلف افراد اور تعلیمی ادارے سرگرم تھے۔اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاص طور پر خانہ بدوش بدوؤں کے لئے قرآن مجید کی جبری تعلیم کا نظام قائم کیا تھا اور اس کے لئے گشتی ٹیمیں مقرر کی تھیں۔نیز ایسے گشتی تعلیمی دستے مقرر تھے جو لوگوں کی تعلیمی صلاحیت کا جائزہ لیتے تھے اور ضرورت کے مطابق ایسے افراد کو اساتذہ کے سپرد کرتے تھے۔

مفت تعلیم:......اسلام مفت تعلیم کا قائل ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تعلیم مفت تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان عالم پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ دوسروں تک علم پہنچائے۔اس لئے کتمان علم پر شدید وعید بیان فرمائی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس سے علم کے متعلق کوئی سوال ہو اور اس نے چھپایا تو اللہ تعالیٰ اسے

روز قیامت آگ کی لگام پہنائے گا۔" بعد کے دور میں بھی تعلیم مفت رہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں نو مسلموں کی تعلیم وتربیت کے لئے مختلف مکاتب قائم کئے جن کے معلمین کی تنخواہیں بیت المال سے ادا کی جاتی تھیں۔ اس دور میں سرکاری انتظام میں قرآن کریم کے علاوہ احادیث، سیرت وغزوات، فقہ، ادب عربی، علم الانساب اور کتابت وغیرہ کی تعلیم مفت ہوتی تھی اور قرآن کریم کی تعلیم پانے والے طلباء کے لئے وظائف کا بھی انتظام تھا۔ حکومتی اہتمام کے علاوہ نجی طور پر اساتذہ بھی تنخواہ لینے سے گریز کرتے تھے اور عام طور پر معاوضے قبول نہیں کرتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے یزید بن ابی مالک اور حارث بن ابی محمد اشعری کو گشتی معلم مقرر کر کے ان کی تنخواہ مقرر کر دی۔ یزید نے تنخواہ قبول کر لی، حارث نے نہ کی۔ حضرت عمرؒ نے فرمایا کہ یزید نے جو کچھ کیا، اس میں کوئی خرابی نہیں، البتہ اللہ تعالیٰ حارث جیسے افراد کثرت سے پیدا کرے۔

بچوں کی تعلیم:...... بچے کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں۔ ان کی تعلیم کا انتظام کرنا درحقیقت خود اپنے مستقبل کو سنوارنا ہے۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ کا قول ہے: "تم علم حاصل کرو، اگر تم قوم میں سب سے چھوٹے ہو تو کل دوسرے لوگوں میں (علم کی وجہ سے) تم بزرگ بن جاؤ گے۔" اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی بڑی تلقین فرمائی ہے۔ نیز بچپن میں حافظہ قوی ہوتا ہے، اسی لئے حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے: "بچپن میں تعلیم حاصل کرنا ایسے ہے جیسے پتھر پر نقش اور بڑھاپے میں تعلیم حاصل کرنا ایسے ہے جیسے نقش برآب۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کو بچوں کی تعلیم کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: "کوئی والد اپنے بچے کو اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کو اچھی تعلیم دے۔ اور فرمایا: "آدمی کا اپنے بیٹے کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔"

معذوروں کی تعلیم:...... اسلام کی نظر میں کسی قسم کی کمی یا کمزوری کسی کے فرائض کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتی۔ ہاں کسی پر بھی اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جائے۔ تعلیم کے معاملے میں بھی اسلام کا یہ اختصاص وامتیاز ہے کہ اس نے جسمانی کمزوریوں کو حسن عمل وجہد مسلسل کی دولت سے چھپا دیا اور معذوروں سے وہ کارہائے نمایاں لئے کہ صحت مند افراد رشک کر اٹھے۔ اس کی سب سے اہم مثال حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی ہے جنہیں یہ فخر وشرف حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی غیر موجودگی میں مدینہ منورہ جیسی اسلامی ریاست کے لئے اپنا قائم مقام مقرر کیا اور انہیں یہ شرف دس بار حاصل ہوا۔ جبکہ دیگر جلیل القدر صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو یہ اعزاز نہ مل سکا۔ ایک نابینا صحابی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا فریضہ، تعلیم وتربیت میں اعلیٰ مدارج طے کیے بغیر یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟ اسلام میں معذوروں کی قدر ومنزلت کا یہ سلسلہ بعد میں بھی جاری رہا جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ہر دور میں اور ہر فن میں بڑے بڑے جلیل القدر علماء نابینا وغیرہ گزرے ہیں۔ آج بھی معذوروں اور کئی وجہ سے عام جسمانی صلاحیتوں سے محروم افراد کی تعلیم کا خاص اہتمام ناگزیر ہے۔

خواتین کی تعلیم:......خواتین کے لئے ایسا انتظام ضروری ہے کہ جس کے تحت وہ اپنی بنیادی ضروریات کی تعلیم، خواہ وہ دینی ہوں یا دنیاوی، بسہولت حاصل کرسکیں اور ان کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور خواتین کی تعلیم کا سلسلہ خالص اسلامی ماحول میں اسلامی تعلیمات کی ادنیٰ مخالفت اور ان سے معمولی روگردانی کے بغیر بھی جاری ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی مقاصد کے پیش نظر خواتین کی تعلیم کے لئے علیحدہ دن اور علیحدہ مقام متعین فرمایا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اس سلسلے کو مزید وسعت ہوئی اور خواتین کے باقاعدہ الگ مدرسے قائم ہوئے۔ان کے دور میں خواتین کی بھی جبری تعلیم رائج ہوگئی تھی۔

آج بھی اس سلسلے میں خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔مختلف حلقوں کی جانب سے ہمارے ہاں خواتین کی علیحدہ یونیورسٹی کا مسئلہ اٹھتا رہتا ہے۔یہ مطالبہ اپنی جگہ درست ہونے کے باوجود بھی نامکمل ہے۔اس مطالبے کا اصل جواز اسلام میں مخلوط تعلیم کی ممانعت ہے۔یہ امر اس کا متقاضی ہے کہ صرف جامعات کی سطح پر نہیں بلکہ پرائمری کے بعد ہر درجے اور مرحلے میں طلباء کے ادارے الگ اور طالبات کے ادارے الگ ہونے چاہئیں، جن میں صرف طلبہ و طالبات ہی الگ الگ نہ ہوں، اساتذہ بھی علی الترتیب مرد اور خواتین ہوں اور یہ مطالبہ کوئی نئی چیز نہیں، پاکستان کے پہلے وزیراعظم شہید ملت لیاقت علی خان نے ایک موقع پر اس مسئلے پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا تھا:

''ان واہی باتوں کو مسلمان سننا بھی گوارا نہیں کرتے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی مشترکہ تعلیم ہو،آج تک مشترکہ تعلیم کا کوئی ایسا فائدہ کسی نے بیان نہیں کیا ہے جو دل نشین ہو...... ممکن ہے کہ مسلمانوں میں بعض افراد ایسے ہوں جو مخلوط تعلیم کے موید ہوں مگر مسلمانوں کی ساری قوم اس کے خلاف ہے۔''

تعلیم بالغاں:......تعلیم بالغاں کی اہمیت مسلم ہے، بڑی عمر کے بہت سے افراد محض اس سبب سے حصول علوم سے رہ جاتے ہیں کہ بچپن میں کسی مجبوری، عدم توجہی یا عدم وسائل کے سبب سے وہ تعلیم حاصل نہ کرسکے۔اسلام تعلیم کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کرتا۔یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ میں ایسے صحابہ بڑی تعداد میں نظر آتے ہیں جنہوں نے نہ صرف بڑی عمر میں تحصیل علم کیا بلکہ مرتبہ کمال کو پہنچے۔یہ سلسلہ بعد کے زمانے میں بھی جاری رہا بلکہ قرآن کریم کو بڑی عمر میں حفظ کرنے کا سلسلہ تو آج بھی جاری ہے اور یہ قرآن کریم کی برکت ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:''تم لوگ سردار بنائے جانے سے قبل علم حاصل کرو۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تو بڑی عمر میں علم حاصل کیا ہے۔''(۲۰) اس لئے ہمارے ہاں بھی تعلیم بالغاں کے حلقے قائم ہونے چاہئیں جہاں بڑی عمر کے ناخواندہ افراد دینی معلومات اور دنیاوی ضروریات کا علم اپنی ضرورت کے مطابق بہ سہولت حاصل کرسکیں۔

غیر مسلموں کی تعلیم:......ایک اسلامی ریاست میں اسلامی نظام تعلیم کی موجودگی میں کسی غیر مسلم کو یہ اندیشہ لامحالہ ہوسکتا ہے کہ اس کی تعلیمی ضروریات کا کون کفیل ہوگا۔لیکن یہ اندیشہ بے جا ہے۔ایک تعلیمی نظام کیا، اسلامی ریاست کے

تو تمام امور ہی اسلامی نظام کے تحت چلتے ہیں مگر خود یہ نظام تمام غیر مسلموں کو ان کے مذہبی و تعلیمی معاملات میں مکمل آزادی دیتا ہے اور اس کی ضمانت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پہلے معاہدے میثاق مدینہ میں غیر مسلموں کو دی ہے۔(۲۱) اس لئے اسلامی نظام میں ان کے حقوق اور تعلیمی ضرورتوں کا خیال رکھا جانا ضروری ہے۔

تخصصات:......عام تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ تعلیم اور خاص موضوعات پر تخصصات (Specialization) کی اہمیت بھی مسلم ہے۔ خود قرآن حکیم ن اس کی اہمیت کی جانب توجہ دلائی ہے۔ مثلاً فرمایا:

﴿فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين﴾

''سو کیوں نہ نکلے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ تاکہ دین کی سمجھ پیدا کریں۔''

اس آیت میں تخصص فی الفقہ کی اہمیت بیان ہوئی ہے۔ ایک اور مقام پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضے کی ادائیگی کے لئے متخصصین کی تیاری کی تاکید ہے۔ فرمایا:

﴿ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر﴾

''تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے، نیکی کی دعوت دے اور برائی سے روکے۔''

اور عہد نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر تربیت بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مختلف مضامین میں تخصص و امتیاز حاصل کر لیا تھا جن میں سے بعض خوش نصیب ایسے تھے جنہیں اس اختصاص کی سند خود زبان نبوت سے ملی۔ مثال کے طور پر حضرت ابیؓ بن کعب کو قراءت و تجوید میں اختصاص حاصل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قضاۃ میں امتیاز حاصل تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہمارے سب سے بڑے قاضی حضرت علیؓ اور سب سے بڑے قاری ابیؓ ہیں۔ اسی طرح علوم قرآنی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ خاص امتیاز کے حامل تھے۔ عکرمہ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ صحابہ میں سب سے زیادہ علم قرآن رکھتے تھے۔ علم فقہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود کو شہرت ملی۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر انہیں سند عطا کی کہ تم تعلیم یافتہ لڑکے ہو۔ علم الفرائض میں حضرت زین بن ثابت رضی اللہ عنہ ممتاز ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ ''میری امت میں علم فرائض سب سے زیادہ زید بن ثابت جانتا ہے۔'' اور حلال وحرام کے علم میں معاذ بن جبلؓ درجہ امتیاز کے حامل تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں حلال وحرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا شخص معاذ بن جبلؓ ہے۔

دور حاضر میں بھی ہمیں ان خصوصیات کو زندہ رکھتے ہوئے آج کی ضرورت کے مطابق مختلف علوم وفنون کے ماہر تیار کرنا ہوں گے۔

☆......☆......☆